مرزا سلامت علی دبیرؔ

(حالاتِ زندگی)

مرزا دبیر ۱۸۰۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ دہلی کی تباہی کے بعد ان کے والد مرزا ملازم حسین لکھنؤ منتقل ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی۔ وہ بے حد ذہین تھے۔ بچپن ہی سے شاعری سے لگاؤ تھا۔ میر ضمیر کے شاگرد ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں اپنی ذہانت کے باعث اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے۔ بادشاہ اور رؤسائے لکھنؤ ان کے بڑے معتقد تھے۔

دبیرؔ اور انیسؔ تقریباً ہم عمر ہیں۔ ان دونوں نے ایک ہی فضاء میں شعر گوئی اختیار کی۔ اپنی شاعری کو مرثیے تک محدود کیا اور مرثیے کو اُس بام عروج تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر کمال فن خیال میں نہیں آسکتا۔ دبیرؔ اُردو کے مشہور مرثیہ گو مانے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مرثیوں میں اُن مصائب اور واقعات کا ذکر بڑے دلکش انداز میں کیا ہے جو حضرت امام حسینؓ اور اہلِ بیت کو کربلا کے میدان میں پیش آئے تھے۔

مرزا دبیرؔ صرف شاعر ہی نہیں تھے بلکہ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم بھی تھے اور تمام مروجہ علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے مضامین اور ان کی شاعری میں عالمانہ شان اور وقار پایا جاتا ہے۔ یہ بات انھیں اپنے دور کے شاعروں سے ممتاز کرتی ہے۔

مرزا دبیرؔ کی زبان ان کی عالمانہ شان کی نمائندہ اور بہت پر شکوہ ہے۔ مرزا دبیر نے صدہا نئے الفاظ، تراکیب، استعارات اور تشبیہات کو زبان کا حصہ بنایا ہے جو ان کے علمی مرتبہ کا تعین کرتی ہے۔ آخری عمر میں بینائی کمزور ہوئی۔ ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ میں وفات پائی اور اپنے ہی مکان میں مدفون ہیں۔

شہادت حضرت علی اصغرؓ

(مرزا دبیر)

مقاصدِ تدریس

- اُردو ادب میں مرثیہ کی روایت اور اہمیت بتانا۔
- اُردو میں مرثیہ نگاری میں مرزا دبیر کا مقام بتانا۔
- طلبہ کو تاریخِ عالم میں واقعہ کربلا کی اہمیت سے روشناس کروانا۔

الفاظ و مراکیب

قضا	اُجلی	ردا	دُرِ نجف	ذوالجلال
آب و تاب	سبطِ مصطفیٰ	عدو	یثرب	

ہاتھوں پہ لے کے اس کو چلے شاہ کربلاؑ
اور ساتھ ساتھ گود کو کھولے ہوئے قضا
لکھا ہے دھوپ تیز تھی اور گرم تھی ہوا
اصغر پہ ماں نے ڈال دی اُجلی سی اِک ردا

چادر نہ تھی وہ چہرۂ پر آب و تاب پر
ٹکڑا سفید اَبر کا تھا آفتاب پر

پہنچے قریب فوج تو گھبرا کے رہ گئے
چاہا کریں سوال پہ شرما کے رہ گئے
غیرت کا رنگ فق ہوا تھرا کے رہ گئے
چادر پسر کے چہرے سے سرکا کے رہ گئے

آنکھیں جھکا کے بولے: کہ یہ ہم کو لائے ہیں
اصغر تمہارے پاس غرض لے کے آئے ہیں

یہ کون بے زباں ہے تمہیں کچھ خیال ہے
درِ نجف، ہے بانوے بے کس کا لال ہے
لو مان لو تمہیں قسمِ ذوالجلال ہے
یثرب کے شاہ زادے کا پہلا سوال ہے

پوتا علیؑ کا تم سے طلب گارِ آب ہے
دیدو کہ اس میں ناموری ہے، ثواب ہے

پھر ہونٹ بے زبان کے چومے جھکا کے سر
رو کر کہا جو کہنا تھا وہ کہہ چکا پدر
باقی رہی نہ بات کوئی اے مرے پسر
سوکھی زبان تم بھی دکھا دو نکال کر

پھیری زباں لبوں پہ جو اس نورِ عین نے
تھرا کے آسمان کو دیکھا حسینؑ نے

مولا فلک کو دیکھ رہے تھے کہ ناگہاں
لی حرملہ نے شانے سے دو ٹانگ کی کماں
ترکش سے چن کے کھینچ لیا تیرِ جاں ستاں
جوڑا کمان تاک کے حلقومِ بے زباں

چھٹتے ہی حلق بچّے کا چھیدا جو تیر نے
گھبرا کے غش سے کھول دیں آنکھیں صغیر نے

کیا سن تھا تیر کھاتے ہی بچّہ بلک گیا
سوکھے گلے میں خوں بھرا، دم اَٹک گیا

تڑپا جو شہ کے ہاتھوں پہ قامت سرک گیا
ٹوپی گری زمین پہ منکا ڈھلک گیا
ننھی کلائیوں میں تشنج سے بل پڑے
ہچکی جو آئی، منہ سے انگوٹھے نکل پڑے

منہ آسماں سے شہؑ نے پھرایا کہ کیا ہوا
دیکھا نشانہ تیر کا وہ بے خطا ہوا
یعنی دوچار حلق سے تیرِ جفا ہوا
بچہ تڑپ رہا ہے لہو میں بھرا ہوا
آنکھیں پھرائے دیتے ہیں تیور بدلتے ہیں
آگے تو دودھ اُگلتے تھے اب خوں اُگلتے ہیں

(نوحہ کربلا)

مشق

ا) مندرجہ ذیل سوالات کا مختصر جواب دیں۔

الف) شاہ کربلاؑ سے شاعر کس کو مُراد لیتے ہیں اور کیوں؟

ب) شاعر نے کسے یثرب کا شہزادہ کہا ہے؟

ج) حضرت علی اصغرؓ کی شہادت کس طرح واقع ہوئی؟

د) حضرت علی اصغرؓ کو پیاس کیوں زیادہ لگتی تھی؟

ہ) حضرت علی اصغرؓ دودھ کی جگہ اب کیا اُگلتا تھا؟

و) علیؓ کا پوتا دشمن سے کس چیز کا طلب گار تھا؟

ز) ترکش سے کس نے اور کس مقصد کے لیے دوٹانگ کی کمان کھینچ لی؟

ح) کس کا منکا ڈھلک گیا اور کیوں؟

۲) نظم کے اشعار کی روشنی میں دُرست جواب کا انتخاب کریں۔

الف) نظم ''شہادت علی اصغر'' صنف کے لحاظ سے ہے۔

(i) حمد (ii) نعت

(iii) مرثیہ (iv) قصیدہ

ب) نظم ''شہادت علی اصغر'' کا شاعر ہے۔

(i) میر انیس (ii) سلامت علی دبیر

(iii) محسن کاکوروی (iv) میر تقی میر

ج) نظم ''شہادت علی اصغر'' ہیت میں لکھی گئی ہے۔

(i) رباعی کی (ii) مخمس کی

(iii) مسدس کی (iv) مثنوی کی

د) حضرت علی اصغر کا حضرت علیؑ سے رشتہ تھا:

(i) بھتیجے کا (ii) پوتے کا

(iii) بیٹے کا (iv) نواسے کا

۳) نظم کے اشعار کی روشنی میں ذیل مصرے مکمل کریں۔

الف) ہاتھوں پہ لے کے .... چلے شاہ کربلاؑ

ب) .... تھی وہ چہرۂ پر آب و تاب پر

ج) پوتا علیؑ کا تم سے ....

د) ہچکی جو آئی مُنہ سے ....

ہ) مُنہ آسمان سے .... نے پھرایا کہ کیا ہوا

۴) دوسرے بند کی تشریح کریں۔

۵) نظم ''شہادت حضرت علی اصغرؓ'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۶) نظم ''شہادت حضرت علی اصغرؓ'' میں جو منظر نگاری کی گئی ہے۔ اُسے اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۷) ذیل مصرعوں کی وضاحت کریں۔

الف) ؎ کیا سن تھا تیر کھاتے ہی بچہ بلک گیا

ب) ؎ پوتا علیؓ کا تم سے طلب گار آب ہے

ج) ؎ دیدو کہ اس میں ناموری ہے، ثواب ہے

۸) اُردو مرثیہ نگاری کی تاریخ میں مرزا دبیرؔ کے مقام کا تعین کریں۔

مرثیہ

وہ نظم جس میں کسی مرنے والے کے حالات و اوصاف بیان کیے جائیں۔ اور اس کے مرنے پر رنج و الم کا اظہار کیا جائے، مرثیہ کہلاتا ہے۔ یہ صنف سخن عربی سے فارسی اور فارسی سے اُردو میں آئی ہے۔ اُردو میں مرثیہ نگاری کا تعلق عزاداری سے ہے اور عزاداری اُن رسوم کا نام ہے جو اہلِ بیعت کی شہادت کے بعد رائج ہوئیں۔ مرثیے میں منظر نگاری، جذبات کی عکاسی، نقل و حرکت کا احوال اور لفظی پیکر تراشی کی جتنی مثالیں ملتی ہیں۔ اُردو کی کسی اور صنف سخن میں نہیں ملتی۔

سرگرمیاں

۱) اساتذہ کرام طلبہ کو چند نئے متن دے کر ان سے استحسانی سوالات کے جواب تحریر کروائیں۔ اور ان سے عبارت کا عنوان بھی تجویز کروائیں۔

۲) اساتذہ کرام طلبہ سے چند پیشہ وارانہ ضرورتوں کی تحریر پڑھائیں۔

۳) اساتذہ کرام طلبہ کو چند دیگر شعراء کے مرثیے بھی سنائیں۔

اشاراتِ سبق

۱۔ اساتذہ کرام طلبہ کو اُردو ادب میں مرثیہ کی روایت اور اہمیت سے آگاہ کریں۔

۲۔ طلبہ کو تاریخِ انسانی میں واقعہ کربلا کی اہمیت پر لیکچر دیں۔

۳۔ اُردو ادب میں مرثیہ کے حوالے سے مرزا دبیر کے مقام سے آگاہ کریں۔

۴۔ مرزا دبیر کی شاعری کے فنی محاسن پر لیکچر دیں۔